# مُسکرات اور اُن کا حکم

## "شریعت اسلامی کی روشنی میں"

ڈاکٹر سید ازکیا ہاشمی، شعبہ اسلامیات گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، مانسہرہ

انسان فطرت کا وہ انمول ہیرا ہے جس کی چمک دمک سے کائنات کا حسن دوبالا ہوتا ہے۔ یہ قدرت کا حسین شاہکار ہے جو ظاہری اور باطنی اوصاف و محاسن کے اعتبار سے شکل و صورت اور جبلت و فطرت کے اعتبار سے "احسن تقویم" کہلاتا ہے مگر اس کے حسن کی بقاء و ارتقاء ان اصول و قوانین کی پیروی میں مضمر ہے جو ایک کامل اور جامع شریعت کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ شریعت اسے ان رفعتوں سے ہمکنار کرنا چاہتی ہے جہاں یہ خدا کا قرب حاصل کر کے اس کائنات کی تخلیق و تعمیر اور تکمیل میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکے۔ شریعت کے عطا کردہ اصولوں کی پاسداری انسان کی ظاہری و باطنی صحت و حسن کو جلا بخشتی اور اسے احسن تقویم کے مقام رفیع پر فائز کرتی اور ان سے انحراف اسے "اسفل السافلین" کی پستیوں اور کھائیوں میں گرانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

ان ہی اصولوں میں سے ایک اہم اصول "یُحِلُّ لھم الطّیبات ویحرّم علیھم الخبائث"[1] ہے اس کی رُو سے ان تمام اشیاء کو جو انسان کی جسمانی اور روحانی صحت کے لیے مفید تھیں، حلال ٹھہرایا گیا اور جو مضر ہیں انہیں حرام قرار دیا گیا ہے۔ آج یہ حقیقت میڈیکل سائنس کے تجربات کی روشنی میں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ منشیات کا استعمال انسانی صحت کے لیے حد درجہ مضر اور مہلک ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں معاشرہ مختلف سماجی برائیوں مثلاً قتل و غارت گری، تخریب کاری، فحاشی و عریانی، بے دینی اور اخلاقی بے راہروی کا شکار ہوتا ہے اور معاشرے کا سکون اسی کی وجہ سے درہم برہم ہوتا ہے۔

آج کے اس دور میں منشیات کا وسیع پیمانہ پہ روز افزوں استعمال بالخصوص نوجوان نسل میں پوری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کے عادی افراد و اقوام نہ تو معاشرہ کے دوش بدوش چلنے کے قابل ہوتی ہیں اور نہ ہی سفرِ حیات میں دیگر اقوامِ عالم کے ہمدوش چلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، ان کی ذہنی، جسمانی و روحانی صلاحیتیں اور توانائیاں اس قدر روبہ زوال ہو جاتی ہیں کہ وہ مادی اور روحانی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے بجائے مفلوج اور معطل ہو کر رہ جاتی ہیں لہٰذا جسمانی و روحانی صحت کا تحفظ انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم پیغمبر اسلامؐ کے عطا کردہ فطری نظام حیات کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس لعنت کے خلاف جہاد میں حصہ لیں، اس کے نقصانات اور اسباب تحریم کا تجزیہ کریں اور اس مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہوئے ہم اس کے انسداد کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنی کوششوں کو مفید اور مؤثر بنا سکیں۔

## منشات، مفہوم و اقسام

منشیات کا اطلاق ان تمام نشہ آور اشیاء پر ہوتا ہے جنکے استعمال سے اعصاب اور حواس وقتی یا جزوی طور پر متاثر ہوں اور منفی نتائج کا پیش خیمہ ہوں، چاہے وہ مشروبات کی شکل میں ہوں یا جامد حالت میں۔ مثلاً وہ مشروبات جو مختلف پھلوں یا اجناس سے اس طرح بنائے جائیں کہ نشہ آور ہو جائیں جنھیں قرآن حکیم نے "خمر" کہا ہے، یا وہ نشہ آور اشیاء جو مختلف پودوں اور مائعات سے تیار کی جائیں اور ان میں نشہ کے اثرات موجود ہوں مثلاً افیون، چرس، بھنگ، ہیروئن وغیرہ۔

## قرآن حکیم میں خمر (شراب) کے علاوہ دیگر منشیات کا ذکر موجود ہے؟

قرآن حکیم میں شراب کی حرمت کے متعلق تو واضح اور قطعی نصوص موجود ہیں تاہم ان سے دیگر منشیات کی حرمت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ اس سلسلہ کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ چونکہ عہد نبوی میں نشہ آور مشروبات میں "خمر" (شراب) ہی کا استعمال عام تھا اور یہی ایک نشہ عربوں کے ہاں مقبول تھا اس لیے قرآن حکیم نے اس سے متعلق احکام و ہدایات کو وضاحت سے بیان کیا ہے مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الّذین اٰمنوا انّما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجسٌ

من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون[۳]

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے سب شیطان کے گندے کام ہیں ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما[۴]

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فوائد سے بہت بڑا ہے۔

مگر قرآن حکیم چونکہ تمام بنی نوعِ انسانی کے لیے تا قیامت مجسم ہدایت و راہنمائی ہے اس لیے اس میں لفظ "خمر" کا استعمال ہی اس پر شاہد ہے کہ اس کے معنی و مفہوم میں وسعت پائی جاتی ہے اگرچہ اسکا خصوصی اطلاق شراب ہی پر کیا جائے گا کیونکہ زمانۂ نزولِ قرآن میں خمر سے شراب ہی مراد لی جاتی تھی، مگر لغوی اعتبار سے اس کا اطلاق ہر اس شئے پر ہوتا ہے جو نشہ کے اثرات کی حامل ہو۔ اس کو لغت میں کہتے ہیں:

"الخمر ما خامر العقل[۵]"

خمر وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

عہدِ نبوی میں اس سے شراب مراد لی گئی اس لیے کہ اس وقت خمار کا سبب یہی تھی، بعد کے ادوار میں ایجاد کی جانے والی نشہ آور اشیاء بھی خمر کے اثرات میں شریک ہونے کی بناء پر خمر کے دائرہ ہی میں شامل ہو کر حرام قرار دی جائیں گی۔

سنت نبوی چونکہ قرآن حکیم کی شارح ہے اس بناء پر اس نے واضح کر دیا ہے کہ خمر سے مراد صرف نشہ آور مشروب ہی نہیں بلکہ ہر وہ شئے ہے جس سے نشہ پیدا ہو اور وہ عقل پر چھا جائے۔

ارشادِ نبوی ہے:

"کُلُّ مُسکِرٍ خمرٌ وکُلُّ خمرٍ حرام[۶]"

ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

ب ۔ اسی طرح قرآن حکیم میں جہاں شراب سے متعلق تاکیدی احکامات ذکر کیے گئے ہیں وہاں نشے کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے جو اپنے مفہوم کی وسعت میں شراب کے ساتھ ساتھ دیگر منشیات کا بھی احاطہ کرتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

"یا ایّھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصّلوٰۃ وانتم سکارٰی حتّٰی تعلموا ما تقولون"[۷]

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ حتّٰی کہ تم جو کہتے ہو اسے سمجھنے نہ لگو۔

اس آیت کا مقصد صرف انہی لوگوں کو نماز سے روکنا نہیں جو شراب کے نشہ میں اس حد تک غرق ہوں کہ ان کی عقل غلط اور درست میں تمیز کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھے اور زبان بے قابو ہو جائے بلکہ وہ شخص بھی ہے جو شراب کے علاوہ کسی بھی قسم کے نشہ کا عادی ہو اور ان کے استعمال سے انسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہو جائے اس کے لیے اس حالت میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ اس آیت سے نشہ کی شناعت واضح ہے کہ انسان نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی سے محروم ہو جاتا ہے اور لفظ 'سُکَارٰی' 'سُکر' سے ماخوذ ہے جس کا اطلاق تمام منشی اشیاء پر ہوتا ہے چاہے وہ شراب کی صورت میں ہوں یا دیگر قابل سُکر اشیاء کی صورت میں۔

ج ۔ قرآن حکیم میں ایک مقام پر نشہ کو "رزق حسن" کے مقابلہ میں رکھا گیا ہے جس سے اس کی حرمت کی نشاندہی ہوتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ومن ثمرات النّخیل والاعناب تتّخذون منه سَکَرًا وَرزقًا حسنًا"[۸]

اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ حاصل کرتے ہو اور بہترین رزق۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں: اس آیت میں "نشہ" کو "رزق حسن" کے مقابلہ میں رکھا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نشہ رزق حسن نہیں[۹] یعنی حرام ہے اور اس کے لیے "سکر" کا لفظ استعمال کیا ہے جو اپنے معنی کی

وسعت کے اعتبار سے تمام نشہ آور اشیاء کو شامل ہے ۔

## جامد مسکرات اور ان کا حکم

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ سے ہر قسم کی مسکرات کی حرمت کا ثبوت ملتا ہے۔ بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "کُلّ مُسْکِرٍ خمرٌ"[۱] قابل غور ہے ۔ اس سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوتی ہے کہ آپؐ نے اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی کہ شراب کس چیز سے بنائی جاتی ہے بلکہ اس کے اثر یعنی نشہ کو قابل لحاظ سمجھا ہے لہٰذا جس چیز میں نشہ لانے کی قوت ہو وہ خمر ہے خواہ اس کا کوئی سا بھی نام ہو اور خواہ وہ کسی چیز سے تیار کی گئی ہو۔ گویا اس حدیث میں شراب کے علاوہ دیگر تمام مسکرات کو بھی (چاہے وہ جامد شکل میں ہوں) حرام قرار دیا گیا ہے۔ نیز اس میں آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ شراب نشہ آور شئے ہے کیونکہ اسے تو قرآن حکیم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے بلکہ یہ حقیقت بتلائی جا رہی ہے کہ تمام مسکرات یعنی نشہ آور اشیاء خمر ہیں۔ اس لیے کہ ان کے خواص واثرات جو ان کے استعمال کے بعد مرتب ہوتے ہیں بالکل شراب جیسے ہیں اور چونکہ شراب حرام ہے اس لیے یہ بھی اپنے اثر و تاثیر کے اعتبار سے شراب کے حکم میں داخل ہیں یعنی حرام ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ

ا ۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے نشہ کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے ۔

ب ۔ وہ تمام اشیاء جو نشہ پیدا کرتی ہیں اپنی تاثیر کے اعتبار سے شراب کے حکم میں داخل ہیں۔ اس لیے یہ از خود حرام ہو گئیں ۔

مذکورہ قرآنی آیات و احادیث کے علاوہ درج ذیل احادیث بھی اسی مفہوم کی وضاحت کرتی ہیں۔

۱ ۔ "کُلّ مُخَمِّرٍ خمرٌ وکُلّ مُسْکِرٍ حرام"[۲]

ہر خمار آور اور نشہ آور شئے حرام ہے۔

۲ ۔ "نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عن کُلّ مُسْکِرٍ و مفترٍ"[۳]

آپؐ نے ہر نشہ آور اور مفتر سے منع کیا ہے ۔

۳ ۔ "ما اَسْکَرَ کثیرہٗ فقلیلہٗ حرام"[۴]

جس چیز کا کثیر نشہ لاتا ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے ۔

اسی بناء پر ائمہ فقہاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک "کُلّ مُسْکِرٍ" کی عمومیت میں ان تمام نشہ آور اشیاء کو داخل کیا ہے جو عہد نبویؐ کے بعد کی ہیں وہ سب قرآن و حدیث کے ان مجموعی احکامات

کے تحت داخل ہیں چنانچہ تہدیدات وممنوعات شراب سے متعلق وارد ہوئی ہیں اشتراک علّت کی بنا پر ان کا اطلاق موجودہ دور کی منشیات پر بھی کیا جائے گا۔ ہر دور کے علماء و فقہاء نے اپنے اپنے دور میں استعمال کی جانے والی منشیات کی حرمت پر اتفاق کرتے ہوئے انہیں جسمانی و روحانی صحت نیز اخلاقی اور اجتماعی اعتبار سے مضر قرار دیا ہے۔

ابن تیمیہؒ کے نزدیک حشیش کے استعمال سے چاہے مدہوشی طاری ہو یا نہ ہو، تھوڑی مقدار ہو یا زیادہ، شراب کی حد جاری کی جائے گی[۴۳] حافظ ابن قیمؒ نے بھی اس موضوع پر انتہائی عمدہ بحث کی ہے۔ فرماتے ہیں: "لفظ خمر میں تمام نشہ آور اشیاء شامل ہیں۔ خواہ وہ سیال صورت میں ہوں یا منجمد صورت میں، افشردہ ہوں، یا مطبوخ۔ چنانچہ، انگور کا افشردہ، منقیٰ، کھجور، مکئی، جو، شہد، گیہوں کی شراب، سب کا ایک ہی حکم ہے، رسول اللہ ﷺ کی نص صحیح وصریح کے مطابق اس کی سند میں کوئی طعن نہیں، نہ اس کے متن میں کوئی اجمال ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "کُلُّ مُسکِرٍ خَمرٌ"۔ نیز صحابہ کرامؓ سے بھی یہی ثابت ہے جو آپؐ کے خطاب و مراد کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے انہوں نے آپؐ کے ارشاد گرامی کا یہی مطلب لیا تھا کہ خمر ہر وہ چیز ہے جو عقل میں فتور پیدا کردے۔ اگر آپ کے اس ارشاد میں تمام اقسام کی منشیات کو شامل نہ سمجھا جائے پھر بھی قیاس صریح کا تقاضا یہ ہے کہ جس شئے کی جڑ اور شاخ یکساں ہے اس کو حکم میں مساوی سمجھا جائے پس اشیاء منشیات میں باہم فرق کرنا ایک دوسرے کی مماثل اشیاء میں باہم فرق کرنا ہے"[۴۴]

"سُبل السّلام" کے مؤلف لکھتے ہیں:

"ویحرم ما اسکر من أیّ شئ وان لم یکن مشروبًا کالحشیشة"

جو شئے بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے خواہ اسے بھنگ کی طرح نہ پیا جاتا ہو[۴۵]

مشہور فقیہ عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں:

"بعض علماء حنفیہ اس شخص کو زندیق اور بدعتی قرار دیتے ہیں جو بھنگ کو حلال کہتا ہے لہٰذا نو پید منشیات کو جو اس سے بھی زیادہ ضرر رساں اور بری ہیں اگر کوئی حلال کہے تو وہ بدرجہ اولیٰ زندیق اور بدعتی ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ ان کو جائز قرار دے جو ملتِ اسلامیہ کے لیے زیادہ نقصان دہ ہیں، ان کا نقصان انفرادی بھی ہے اور

اجتماعی بھی اس میں مال کا بھی زیاں ہے اور جسمانی و اخلاقی ضرر بھی ... غرض ان تمام منشیات کا حرام ہونا اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے خواہ ان کا استعمال کسی بھی طریقے سے کیا جائے یعنی ان کا کھانا، پینا، سونگھنا یا حقنہ کرنا سب حرام ہیں[۱۶]

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے بھی "الحلال والحرام" میں گانجا، کوکین اور افیون وغیرہ کو مفسدِ عقل قرار دیا ہے اور ان کی، اخلاقی، اجتماعی اور اقتصادی مضرتوں کا حوالہ دیتے ہوئے ان کی حرمت کا فیصلہ صادر فرمایا ہے[۱۷]

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جامد مسکرات چرس، افیم اور ہیروئن وغیرہ بھی خمر کے حکم میں داخل اور "کُلّ مُسکرٍ" کی عمومیت میں شامل ہیں خصوصاً جب کہ ان کا شراب سے زیادہ مضر ہونا اظہر من الشمس ہے، ان کے دینی، دنیوی، جسمانی اور روحانی مفاسد کی فہرست بڑی طویل ہے جس کی تفصیل یہاں تحصیل حاصل ہوگی بالخصوص مؤخر الذکر نشہ سریع الاثر زہر ہے بلکہ زہر سے بھی بدتر ہے، اس لیے کہ زہر کے استعمال سے انسان چند لمحوں کی تکلیف جھیل کر اس دارِ فانی سے کوچ کر جاتا ہے۔ جب کہ اس کے استعمال سے یہ لمحے مہینوں اور سالوں میں بدل جاتے ہیں۔ اور انسان ایک مستقل کرب و تکلیف کے بعد دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اس لیے اس کی حرمت اور شناعت تو بدرجہ اولیٰ ظاہر ہے۔

یہ امر باعث حیرت ہے کہ مغربی ممالک اور امریکہ میں جامد مسکرات میں سے بعض نشہ آور اشیاء مثلاً ہیروئن وغیرہ پر تو پابندی عائد، اس کی تجارت اور استعمال قانوناً ممنوع ہے مگر شراب اس پابندی سے مبرا ہے حالانکہ منشیات کا اطلاق شراب پر بدرجہ اولیٰ ہوتا ہے اور اس کے مضرات عقل و نقل کی رُو سے واضح ہیں۔ فیا للعجب۔

## منشیات کی حرمت ۔ اسباب و علل کا جائزہ

شریعت کا یہ اصول بیان ہو چکا ہے کہ حرام اشیاء خبث اور مضرت کا باعث ہیں جو اشیاء خالص مضرت کی حامل تھیں انہیں حرام اور جو خالص منفعت کی حامل تھیں ان کو حلال ٹھہرایا گیا اسی طرح جس چیز کی مضرت منفعت سے زیادہ ہے اسے حرام اور جس کی منفعت زیادہ تھی اسے حلال قرار دیا گیا جیسے شراب اور جوئے کے معاملہ میں[۱۸] چونکہ یہ منشیات صحت کے نقطۂ نظر سے نیز نفسیاتی، اخلاقی، اجتماعی اور اقتصادی لحاظ سے سخت مضر ہیں اس لیے شریعت نے ان کو حرام ٹھہرایا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں ان کے استعمال پہ پابندی کی حکمتوں پر بڑی عمدہ بحث کی ہے فرماتے ہیں:

"مُسکر یعنی نشہ آور اشیاء کا استعمال عقل کے زائل کرنے کا سبب ہوتا ہے جو انسان کے اندر ایک جوہر نفس ہے اس لیے ایسی چیز کا استعمال عقلاً قبیح ہے، نشہ کی حالت میں عقل کی راہنمائی سے محروم ہو کر انسان تقاضائے بہیمیت میں منہمک ہو جاتا ہے اور ملکیت سے اسے بے پناہ دوری ہو جاتی ہے مُسکرات کا استعمال تغیر خلق اللہ کے مترادف ہو سکتے کے معنی اللہ کی پیدائش یعنی اس کے قانونِ تخلیق اور فلسفہ تخلیق کو بدل ڈالنا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان کی عقل بے کار ہو کر رہ جاتی ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر مخلوقات سے افضل و برتر حیثیت عطا کی ہے وہ جو اس کا طرۂ امتیاز ہے اور اس کا عطا کیا جانا اس کے حق میں ایک احسانِ عظیم ہے چنانچہ اس کے استعمال سے مصالح منزلیہ اور مدنیہ میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ انسان کا مال جو دین و دنیا کے جملہ مقاصد کے حصول کی کلید ہے ضائع ہو جاتا ہے اور نشہ کی حالت میں اس سے وہ بیہودہ حرکات سرزد ہوتی ہیں کہ وہ مضحکۂ اطفال بن جاتا ہے"[۱۹]

تعلیمات نبویہ میں تلاش و تفحص سے درج ذیل اسباب حرمت کی نشاندہی ہوتی ہے:

## ا۔ منشیات مضر صحت ہیں

آیت کریمہ "واثمهما اکبر من نفعهما"[۲۰] سے ان کے مضر ہونے کی شہادت ملتی ہے انسانی صحت کے لیے ان کی مضرت آج کی جدید دنیا کی نظروں سے مخفی نہیں۔ مختلف طبّی تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ ان کا استعمال کینسر، اعصابی تناؤ، جنون، فالج اور ضعف دماغ و قلب کا باعث بنتا ہے۔ صحت عطیہ خداوندی ہے اس کا تحفظ و بقاء ہر انسان کا فریضہ ہے اور بروز قیامت اس کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ ایک روایت میں ہے:

"قیامت کے دن انعامات میں سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے پوچھے گا کیا ہم نے تجھے صحت مند بدن نہ دیا تھا"[۲۱]

## ب۔ ان کا استعمال ہلاکت اور خودکشی کے مترادف ہے

شریعت کا یہ عمومی قاعدہ ہے کہ ان اشیاء کا کھانا پینا جائز نہیں

جو انسان کی فوری یا بتدریج ہلاکت کا باعث بنیں، مثلاً ہر قسم کا زہر یا کوئی مضر چیز، اسی طرح کھانے پینے میں اس حد تک اسراف اور بسیار خوری بھی جائز نہیں جس کے نتیجہ میں انسان بیمار پڑ جائے، انسانی زندگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری نعمتیں انسانوں کے پاس امانت ہیں ان کا ضیاع کسی شکل میں بھی جائز نہیں جبکہ منشیات کا استعمال مختلف بیماریوں کو جنم دے کر بتدریج انسانی جان کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے اور شریعت اس سے منع کرتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ "ولا تقتلوا انفسکم انّ اللہ کان بکم رحیما" [۲۲]

"اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"ولا تُلقوا بأیدیکم الی التّھلکۃ" [۲۳]

اور تم اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

## ج۔ زوال عقل کا باعث ہیں

انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ عقل ہے جو خیر و شر میں امتیاز کا ذریعہ ہے قرآن حکیم نے جگہ جگہ اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور عقل والوں کی مدح کی ہے۔ جب کہ نشہ انسانی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خمر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "الخمر ما خامر العقل" [۲۴]، اس سے انسان اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اور اخلاق فاضلہ سے عاری ہو کر اور عزت و ذلت سے بے پرواہ ہو کر بے شمار جرائم کا مرتکب ہوتا ہے۔ بعض اوقات نشے کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک "طلاق سکران" واقع ہو جاتی ہے [۲۵] نماز جیسی اہم عبادت کو بھی نشہ کی حالت میں اسی لیے ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ آدمی نماز میں اول فول نہ بکنے لگے۔ "حتّٰی تعلموا ما تقولون" [۲۶]

## د۔ فساد فی الارض کا ذریعہ ہیں

نشہ میں عقل و حواس کھو کر انسان بہت سے معاشرتی جرائم میں ملوث ہو جاتا ہے جیسے قتل، زنا، ظلم اور زیادتی وغیرہ کتنے ہی قتل، خودکشیاں اور حادثات ہیں جو اس کی بدولت روزانہ پیش آتے رہتے ہیں۔ اسی سے بغض و عداوت دلوں میں پیدا ہوتی ہے جو افتراق و انتشار اور قتل و خونریزی پر منتج ہوتی ہے۔ قرآن حکیم نے اسی مفسدہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

"یُوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر" [۲۷]

شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے اندر بغض و عداوت پیدا کرے۔

## ہ ۔ منشیات مانع عبادات ہیں

منشیات کا استعمال خدا کی یاد اور نماز سے جو زندگی کا سب سے اہم فریضہ ہیں انسان کو غافل کر دیتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :

"ویصدّکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصّلٰوۃ"[28]

اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دیتے ہیں۔

انسان مفلوج و معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کی ساری زندگی دنیوی و اخروی ناکامی و نامرادی کا واضح ثبوت ہوتی ہے۔

## و ۔ منشیات سے اخلاقی بے راہروی جنم لیتی ہے

قرآن حکیم نے اس عمل کو "رِجسٌ من عمل الشیطان"[29] قرار دیا ہے یعنی یہ شیطان کے گندے کاموں میں سے ہیں اس لیے یہ انسان کو ظاہری اور باطنی طور پر نجس کر کے اسے اس حد تک اخلاقی گراوٹ کا شکار بنا دیتی ہیں کہ وہ ذلیل سے ذلیل اور گھٹیا سے گھٹیا حرکت کے ارتکاب سے بھی نہیں چوکتا۔ انسان بعض اوقات اس حد تک اخلاقی پستی کا شکار ہو جاتا ہے کہ نشہ کے لیے روپیہ نہ ملنے پر والدین کے قتل، بیٹوں اور بیویوں کی عصمت فروشی سے بھی دریغ نہیں کرتا جس کا آئے دن مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

## ز ۔ اضاعت و اسرافِ مال کا باعث ہیں

مال و دولت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے جسے اس نے انسانوں کی بقاء کا ذریعہ قرار دیا ہے (التی جعل اللّٰہ لکم قیاماً[30]) جب کہ منشیات کا استعمال نہ صرف بے فائدہ بلکہ انسانی صحت کے لیے مضر اور مہلک ہے۔ "لا یسمن ولا یغنی من جوع"[31] (نہ اسے تقویت پہنچاتا ہے نہ بھوک مٹاتا ہے) اس میں مال کا ضیاع ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

"ان اللّٰہ حرّم علیکم.. اضاعۃ المال"[32] "نھی النبیّ عن اضاعۃ المال"[33]

اس میں اسراف و تبذیر بھی ہے جس کی ممانعت واضح ہے[34] مال کے ناجائز اسراف اور ضیاع کے نتیجہ میں انسان مالی اور اقتصادی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا یہ طرزِ عمل بعض اوقات اپنی اولاد کو بھیک

مانگنے پر بھی مجبور کر دیا ہے۔

## خ ۔ منشیات کا استعمال دوسروں کے لیے باعث اذیت ہے

منشیات کے استعمال سے بدبو پیدا ہوتی ہے جو دوسروں کے لیے اذیت کا باعث بنتی ہے اور حدیث میں ہے:

"من اٰذیٰ مُسلمًا فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ"[۳۵]

جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی۔

اور صحیحین میں ہے:

"انّ الملٰئکہ تتأذیٰ مما یتاذی منہ الأنس"[۳۶]

فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمیوں کو ہوتی ہے۔

چونکہ مساجد میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لیے بالخصوص ان جگہوں میں بدبودار اشیاء کھا کر جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

من اکل ثومًا أو بصلاً فلیعتزلنا ولیعتزل مسجدنا ولیقعد فی بیتہ[۳۷]

جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے جدا رہے یا ہماری مسجد سے جدا رہے اور اپنے گھر بیٹھے۔

اور یہ مدِ نظر رہے کہ جامد مسکرات کی بدبو لہسن اور پیاز سے کہیں زیادہ ہے۔

## احکام متعلقہ منشیات

ان ہی مصالح اور حکمتوں کی بناء پر شریعت نے تمام نشہ آور اشیاء کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے چنانچہ ان کی تیاری، تجارت اور استعمال پر پابندی لگائی گئی ہے اور اس پر شرعی سزائیں مقرر کی گئی ہیں جیسا کہ درج ذیل تفصیل سے واضح ہے۔

## د ۔ منشیات کی تیاری اور خرید و فروخت کا حکم

مال و دولت کی ہوس نے انسان کو اس حد تک اندھا کر دیا ہے کہ وہ منشیات کے زہر کو معاشرے کے اندر پھیلانے سے بھی دریغ نہیں کرتا حالانکہ اس کا یہ طرزِ عمل کتنی ہی جانوں کے اتلاف اور کتنے ہی گھرانوں کے اجڑنے کا باعث بنتا ہے چنانچہ جس طرح ان اشیاء کا استعمال حرام ہے اسی

طرح ان کی تیاری اور خرید وفروخت بھی حرام ہے۔ اس سلسلے میں بکثرت احادیث موجود ہیں جو اس کاروبار کی حرمت پر دال ہیں جن میں سے تین احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن فی الخمر عشرۃً: عاصرھا ومعتصرھا وشاربھا وحاملھا والمحمولۃ الیہ وساقیھا وبائعھا وآکل ثمنھا والمشتری لھا والمشتری لہ[۳۸]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس قسم کے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے، شراب بنانے والا، بنوانے والا، رکھنے والا، رکھوانے والا، پلانے والا، بیچنے والا، خریدنے والا، اٹھانے والا، اور جس کے پاس اٹھا کر لائی گئی ہے۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

"إنّ اللہ إذا حرّم علیٰ قومٍ اکل شیٔ حرّم علیہ ثمنہ"[۳۹]

اللہ تعالیٰ نے جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا (استعمال) حرام کیا تو ان پر اس کی قیمت بھی حرام کردی۔

۳۔ "إنّ اللہ حرّمَ الخمر وثمنھا"[۴۰]

اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔

نیز اس کی تیاری اور تجارت برائی کے کام میں تعاون کے سبب بھی حرام ہے اور قرآن حکیم "تعاون علی الاثم" سے منع کرتا ہے۔ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"[۴۱]

چنانچہ مشہور فقیہ عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں:

"ان کی خرید وفروخت سے معاشرہ میں برائیاں پھیلتی ہیں اور نقصانات افراد وملت میں راہ پاتے ہیں اور ان کا کاروبار کرنے والا شخص ملت کی تباہی وبربادی کا آلۂ کار بن جاتا ہے چاہیے لوگ اسے تجارت خیال کریں مگر یہ درحقیقت زندگی کی تجارت ہے جس سے جوانی تباہ، اخلاق برباد اور قوم ہلاک ہوتی ہے لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ منشیات کی تجارت حرام ہے اور گناہ کی اعانت ہے"[۴۲]

یہ بات مدنظر رہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں وضاحت ہوچکی ہے کہ خمر کا اطلاق ہر نشہ آور اور عقل پر پردہ ڈالنے والی چیز پر ہوتا ہے لہٰذا جب خمر کی تجارت از روئے حدیث حرام ہے تو دیگر منشیات

کی تجارت بھی خود بخود حرام قرار پائے گی۔

## ب۔ منشیات (پوست، حشیش وغیرہ) کی کاشت کا حکم

وہ اشیاء جو منشیات کی تیاری میں استعمال ہوں اُن کا اگانا بھی حرام ہے مثلاً پوست اور حشیش وغیرہ کی کاشت اس غرض سے کرنا کہ ان سے نشہ آور مادہ نکال کر استعمال کیا جائے گا یا اس کی تجارت کی جائے گی اس کی حرمت پر سب علماء کا اتفاق ہے اسلام نے سدّ ذریعہ کے طور پر یہ بات بھی حرام کر دی ہے کہ کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ہاتھ انگور فروخت کرے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ان کو نچوڑ کر شراب بنائے گا۔

حدیث نبوی ہے:

"إنّ من حبس العنب أيّام القطاف حتّى يبيعه من يهودي أو نصراني اومّمن يتخذهٗ خمرًا فقد تقحّم النار على بصيرة"[۱۳]

جس نے انگور کو فصل کٹنے پر روک رکھا (ذخیرہ کیا) تاکہ وہ کسی یہودی یا نصرانی یا کسی ایسے شخص کے ہاتھ بیچ دے جو اس سے شراب بناتا ہو تو وہ جانتے بوجھتے آگ میں گھس پڑا۔

منشیات میں استعمال ہونے والی اشیاء کی کاشت اس بناء پر بھی ممنوع ہے کہ یہ درحقیقت اس کے استعمال اور اس کی تجارت میں اعانت ہے اور گناہ کی اعانت بھی از روئے قرآن گناہ ہے۔" ولا تعاونوا على الاثم والعدوان"

نیز منشیات میں استعمال شدہ اشیاء کی کاشت اس لحاظ سے بھی معصیت ہے کہ اس میں ملکی قانون کی مخالفت ہے جو منشیات کے سدّ باب کے لیے وضع کیا گیا ہے اور یہ شخص ان قوانین کو توڑنے کا مرتکب ہوا ہے حالانکہ قانون کی پاسداری اور حاکم وقت کے حکم کی اطاعت بالاجماع واجب ہے جب کہ اس میں خدا اور رسول کی معصیت لازم نہ آتی ہو۔

## ج۔ نشہ آور اشیاء کے استعمال پر شرعی سزا

قرآن و سُنّت میں مندرج احکامات کی روشنی میں نشہ آور اشیاء چاہے وہ سیال اور مائع شکل میں ہوں یا جامد شکل میں، اشتراک علّت کی بناء پر ان کی حرمت پر تو سب کا اتفاق ہے تاہم شراب کے علاوہ دیگر اشیاء کا استعمال قابل تعزیر ہے جب کہ شراب کے استعمال پر حد جاری کی جائے گی اسی

طرح تمام اقسام کی نشہ آور اشیاء کی تیاری، حمل ونقل اور تجارت وغیرہ کے متعلق سزاؤں کے بارے میں چونکہ صریح نصوص موجود نہیں اس لیے قرآن وسنت کی روح کے مطابق یہ مستوجب تعزیر ہیں اور ہر دور کے حالات اور تقاضوں کے مطابق جرائم کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعزیری سزائیں جاری کی جاسکتی ہیں ۔

احناف کے نزدیک خمر میں حد ہے یعنی ۸۰ کوڑے جب کہ دیگر مسکرات میں بطور سزا حد نہیں تعزیر ہے[۴۶] کیونکہ ان کے نزدیک دیگر مسکرات کی حرمت ظنی ہے جس کی علت نشہ ہے جبکہ خمر کی حرمت قطعی ہے جس کی دلیل آیت قرآنی ہے ۔ صاحبین کے نزدیک دیگر مسکرات کا بھی وہی حکم ہے جو خمر کا ہے[۴۷] یعنی سب میں حد جاری کی جائے گی ۔ ائمہ ثلاثہ ، امام مالکؒ[۴۸] امام شافعیؒ[۴۸] امام احمد بن حنبلؒ[۴۸] بھی صاحبین سے متفق ہیں ۔ ابن حزم ظاہریؒ کے نزدیک ہر نشہ خمر ہے اور اس پر حد جاری کی جائے گی[۴۹] شیعہ امامیہ کے نزدیک بھی یہی صورت ہے[۵۰] بہر حال موقع اور حالات کی مناسبت اور جرم کی سنگینی کے پیش نظر بالخصوص منشیات کی تیاری اور تجارت میں ملوث افراد کے لیے تعزیری سزاؤں کی سزائے موت تک بھی توسیع کی جاسکتی ہے ۔

## نشہ کے اسباب ومحرکات

برائی کے استیصال کے لیے محض سزا کا اجراء کافی نہیں ہوتا بلکہ ان اسباب ومحرکات کا کھوج لگانا بھی ضروری ہوتا ہے جو برائیوں کے پھیلنے کا باعث ہوتے ہیں ۔ معاشرے سے اس لعنت کے خاتمہ کے لیے ضروری ہے کہ ان اسباب کا سراغ لگایا جائے جن کی بناء پر منشیات کے عادی نشہ کے استعمال پر مجبور ہوتے ہیں ۔

آج کا انسان مادیت پرستی کے اس دور میں مادی منافع اور نفسانی لذتوں کے حصول کی دوڑ میں سرگرداں ہے ۔ زیادہ سے زیادہ دولت ، شہرت اور لذت و آسائش کا حصول اس کا مطمح نظر اور منتہائے مقصود بن چکا ہے ، اسے لذت و راحت کی منزل پر قرار نہیں آتا چونکہ اس نظر میں چند روزہ زندگی کے منافع اور نفسانی لذتیں ہی انسان کی معراج ہیں اس لیے دنیا طلبی کا جنون اور دنیوی محرومی کا خوف اس کے اعصاب پر بری طرح مسلط رہتا ہے ، چنانچہ مادیت پرستی کی اس دوڑ میں یا تو دوسروں سے پیچھے رہ جاتا ہے یا آگے بڑھ جاتا ہے دونوں صورتوں میں کا طرز عمل اور طرز فکر اسے سکون قلب کی دولت سے محروم کر دیتا ہے ، اس کی روح اضطراب و بے چینی کا شکار رہتی ہے مگر وہ نفس

اور مادہ کے گرداب سے نکلنے کے بجائے سکون و اطمینان کے حصول کے لیے نشہ آور اشیاء کو سہارا بناتا ہے جو اس کے اضطراب اور پریشانیوں میں مزید اضافے کا باعث بن جاتے ہیں۔

آج کل بالخصوص نوجوان نسل میں نشے کی وبا تیزی سے جڑ پکڑ رہی ہے، عموماً یہ لوگ احساس محرومی یا مایوسی کا شکار ہوتے ہیں ان کی زندگی میں کسی نہ کسی طرح کی اتنی زبردست کمی ہوتی ہے کہ وہ اس نقصان یا کمی کو ناقابل تلافی سمجھتے ہیں اور اپنے ذہن سے اس کمی کے احساس کو مٹانے کے لیے نشہ شروع کر دیتے ہیں بمقابلے کے اس دور میں نوجوانوں پر مختلف قسم کے دباؤ ہوتے ہیں۔ مثلاً بہتر مستقبل کی فکر، والدین، اساتذہ، دوست احباب اور سماج کی ان سے توقعات ہوتی ہیں۔ دوسری طرف بے روزگاری، غربت، اقربا پروری عصبیت اور بے ایمانی کے عفریت منہ پھاڑے کھڑے ہیں۔ ان حالات میں جب کہ ان کی صحیح راہنمائی اور تربیت نہیں بہت سے نوجوان ڈیپریشن DEPRESSION کا شکار ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ گھٹن اور ذہنی پریشانی کے باعث اپنے معاشرتی اور سماجی مسائل سے جان چھڑانے کے لیے اپنے کو فراموش کرنے اور اپنے حالات سے غافل اور مدہوش ہونے کی کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ کسی نہ کسی قسم کے نشے تک جا پہنچتے ہیں اور ان کا استعمال درحقیقت ان کی زندگی سے بیزاری اور اکتاہٹ کا صحیح مظہر ہے۔

## انسدادی تدابیر و علاج

منشیات کے مضرات صرف ان کے عادی افراد تک ہی محدود نہیں بلکہ پورے معاشرے اور ملک و قوم تک متعدی ہوتے ہیں اس لیے ان کا انسداد ایک قومی اور اجتماعی فریضہ بھی ہے۔ اس سلسلے میں بعض ذمہ داریاں ذاتی اور انفرادی نوعیت کی ہیں کچھ والدین پر عائد ہوتی ہیں اور کچھ حکومت پر، ملک کے تمام افراد، طبقات اور ادارے، بالخصوص علماء کرام، ڈاکٹر و اطباء، ذرائع ابلاغ اور فلاحی ادارے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اگر وہ اپنی اپنی ذمہ داریاں محسوس کریں تو ملک و قوم کو اس لعنت سے یقیناً نجات دلا سکتے ہیں۔

آج معاشرہ میں نیکی کے فروغ اور برائیوں کے استیصال کے لیے جہاں حکومت کی کچھ ذمہ داریاں ہیں وہاں عوام بھی اس سے بری الذمہ نہیں۔ مقام تاسف ہے کہ ہر فریق یہ ذمہ داری دوسروں پر ڈال کر خود بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ ناکامی ہی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ "ایک بادشاہ نے ایک اعلان کیا کہ ایک حوض دودھ کا بھرا ہوا چاہیے ہر شخص ایک گھڑا دودھ کا اس میں ڈال دے اور صبح اپنے دام لے لے، اندھیری رات تھی، ہر شخص نے یہ خیال

گیا کہ میں نے اگر ایک گھڑا پانی ڈال دیا تو اتنے بڑے حوض میں کیا پتہ چلے گا سب لوگ تو دودھ ڈالیں گے لیکن اتفاق سے ہر شخص نے یہی سوچا نتیجہ یہ نکلا کہ صبح جب بادشاہ نے دیکھا تو پورا حوض پانی سے بھرا ہوا تھا، دودھ کا نام ونشان نہ تھا۔ صورتِ حال آج بھی یہی ہے کہ کوئی فریق اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کو تیار نہیں اور اسے دوسرے فریق کے سر ڈال کر خود بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نہ صرف ہر فرد کی ذمہ داری ہے بلکہ حکومت کے ساتھ ساتھ پورا معاشرہ نیکی کے فروغ اور برائیوں کے استیصال کا ذمہ دار ہے۔

تعلیماتِ نبویہ کی روشنی میں اس لعنت سے نجات حاصل کرنے کے لیے درج ذیل تدابیر مفید ثابت ہوں گی۔

## ۱۔ ذہنی و اخلاقی تربیت

نئی نسل جس برق رفتاری کے ساتھ بے راہروی کی طرف بڑھ رہی ہے اس کی بڑی وجہ اس کی غلط تربیت ہے اگر اولاد کی شروع ہی سے اخلاقی تربیت ہو تو وہ ہر قسم کی برائیوں سے اپنا دامن بچاتے ہوئے اپنے خاندان، معاشرے اور ملک وقوم کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔ جن بچوں کی اخلاقی تربیت صحیح اسلامی خطوط پر نہ ہو وہ بسا اوقات آگے چل کر والدین کے لیے سوہانِ روح، خاندان کے لیے بوجھ، معاشرے کے لیے ناسور اور ملک وقوم بلکہ کل انسانیت کے لیے ذلت و رسوائی کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ نوجوان نسل کے ذہن میں دین و مذہب کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے، برائی سے نفرت کا بیج ڈالا جائے اور اسلامی خطوط پر ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب مدنی زندگی میں شراب کی حرمت کا اعلان ہوا تو صحابہ نے چلا کر کہا: "خداوندا ہم باز آ گئے[۵۱]"

اور اس دن مدینہ کا یہ حال تھا کہ ہر طرف گلیوں میں خم الٹے جا رہے تھے اور شراب زمین پر بہائی جا رہی تھی[۵۲]

## ۲۔ صالح ماحول کی ضرورت

ماحول کا انسان کی شخصیت پر اثر انتہائی گہرا ہوتا ہے وہ انسان کو اپنے رنگ میں رنگ کر اسے اپنے سانچے میں ڈھال لیتا ہے اچھے ماحول اور صالحین کی صحبت میں انسان کے دل میں غیر ارادی طور پر نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہونے لگتی ہے مگر بری صحبت سے دل اس حد تک زنگ آلود ہو جاتا ہے کہ خیر و شر میں امتیاز

مٹ جاتا ہے حتیٰ کہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی خیال کرنے لگتا ہے ۔ اس لیے گھر اور معاشرے کا ماحول درست رہے گا تو فرد اور معاشرہ خود بخود سدھر جائیں گے ۔ گھریلو ماحول میں معاشرت اسلامی اصولوں کے مطابق ہو گی تو بچے اسے دیکھ کر خود بخود اثر قبول کریں گے ۔ گھریلو ماحول ذکر، تلاوت اور نماز کے اہتمام، فواحش و منکرات سے اجتناب سے یقیناً اولاد قدرتی طور پہ متاثر ہو گی اور ان کو بے راہروی سے محفوظ رکھے گی ۔ برائی سے بچنے کے لیے بری صحبت اور بری مجالس سے احتراز انتہائی ضروری ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی اور بری صحبت کی مثال انتہائی عمدہ انداز میں بیان فرمائی ہے کہ ،

"ایک شخص عطار کی دکان پہ بیٹھے چاہے وہ عطر خریدے یا نہ خریدے مگر اسے عطر کی خوشبو ضرور آئے گی ، اسی طرح ایک شخص لوہار کی دکان میں بیٹھے تو بھٹی کی آگ سے اس کے کپڑے جلیں یا نہ جلیں اسے آگ کی تپش یا دھواں ضرور پہنچے گا ۔"

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی لگانے سے منع فرمایا ہے جو منشیات کا استعمال کرتے ہیں بلکہ ان سے مقاطعہ کا حکم دیا ہے ۔

ارشاد نبوی ہے :

"من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقعد علیٰ مائدۃٍ تُدارُ علیھا الخمر"[۵۳]

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ کسی ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پہ شراب کا دور چل رہا ہو ۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے شراب پینے والوں کے ساتھ اس شخص کو بھی کوڑے لگوائے جو ان کی مجلس میں شریک ہوتا گو اس نے شراب نہ پی ہو[۵۴]

اس ممانعت کی حکمت یہ ہے تاکہ اس برائی کی شناعت ان پہ ظاہر ہو اس سے باز آئیں نیز خود اپنے دامن کو بچائے رکھیں ورنہ ان کی صحبت اور مجالس میں شرکت سے لازماً متاثر ہو کر اس برائی کے عادی بن جائیں گے ۔

بری مجالس سے احتراز کے ساتھ ساتھ فرصت کے لمحات کو عبادت و ذکر میں مشغول رکھنا

چاہیے زیادہ خلوت اور تنہائی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے دینی کتب کے مطالعہ اور تعمیری و اصلاحی کاموں میں شرکت سے نہ فراغت میسّر ہوگی نہ برائیوں کی طرف توجہ ہوگی نہ منشیات کی طلب۔

## ۳۔ اولاد کی نگرانی

قرآن حکیم نے ذاتی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال کی بھی اصلاح کی ہدایت کی ہے اور انہیں ان گناہوں سے بچانے کا حکم دیا ہے جو دوزخ میں پہنچانے کا ذریعہ بنیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یاایّھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا"[۵۵]

اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

اس لیے اولاد کو بے راہروی سے بچانے کے لیے والدین کی ذمہ داری دوچند ہو جاتی ہے۔ والدین کو اولاد پر کڑی نگاہ رکھنی چاہیے کہ کہیں وہ بری صحبت کا شکار نہ ہوں، بعض اوقات یاری دوستی میں نشہ کی ابتدا تو کر لیتے ہیں مگر اس عادت سے چھٹکارا مشکل ہو جاتا ہے۔ یوں تو بعض ظاہری علامات سے پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ بچے اس عادتِ بد میں گرفتار ہو چکے ہیں مثلاً مدہوشی یا سانس میں بُو وغیرہ مگر بعض اوقات یہ علامات باریک بینی کا تقاضا کرتی ہیں مثلاً روزمرّہ کے معمولات میں تبدیلی، رویّے اور سلوک میں تبدیلی، دوستوں میں تبدیلی، تعلیمی کارکردگی میں کمی وغیرہ۔ ان چیزوں پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کے جیب خرچ میں اعتدال اور احتیاط کو مدنظر رکھیں والدین کے بے جا لاڈ پیار اور عدمِ توجہ کی بنا پر اولاد بے راہروی کا شکار ہونے لگتی ہے۔ قرآن حکیم نے ان بچوں کو مال سونپنے کی ممانعت کی ہے جو عقل و شعور کی منزل تک نہیں پہنچے اور جن کے متعلق یہ گمان ہو کہ وہ مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کے بجائے اس کے ضیاع کا سبب بنیں گے۔

ارشادِ ربانی ہے:

"ولا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیامًا"[۵۶]

اور بے عقلوں کو اپنے مال مت پکڑاؤ جسے اللہ نے تمہارے قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔

## ۴۔ منشیات کے عادی مریضوں سے نفرت کے بجائے ہمدردانہ سلوک

منشیات کے عادی مریض

نفرت کے بجائے ہمدردی کے مستحق ہیں۔ جس طرح طبیب بیمار سے نفرت کرے گا تو مریض کبھی بھی شفایاب نہ ہو سکے گا اسی طرح بعض لوگ منشیات کے کثرتِ استعمال سے نیم پاگل ہو جاتے ہیں اس لیے سزا سے زیادہ ان کے علاج کی طرف توجّہ ہونی چاہیے۔ محض سزا چاہے کتنی ہی سنگین کیوں نہ ہو ان کے رویہ اور عادات کی تبدیلی میں بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے خطا کاروں پر لعنت بھیجنے اور ان سے حقارت آمیز رویہ اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک موقعہ پر آپ نے شراب پینے کی پاداش میں ایک شخص پر حد لگائی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہہ دیا "اللّٰھم العنه ما اکثر ما یؤتی به"[۵۷] (اے اللہ اس پر لعنت بھیج۔ یہ کتنا بڑا گنہگار ہے) تو آپ نے اس پر لعنت کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا "لاتلعنوہ"[۵۸] (اس پر لعنت نہ بھیجو) بعض اوقات سخت اور حقارت آمیز سلوک ایسے مریض کو برائی سے روکنے کے بجائے الٹا اس کی عادت کو مزید پختہ کرنے میں معاون بن جاتا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل کس قدر حکیمانہ ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو شام کے ایک شخص کے متعلق علم ہوا کہ وہ شراب کا عادی ہے تو فوراً ایک خط اس کے نام تحریر کیا جو ان الفاظ پر محیط تھا۔

"سلامٌ علیك، وأنا احمد الیك الله الذی لا اله الا ھو، بسم الله الرحمٰن الرحیم: حٰمٓ تنزیل الکتٰب من الله العزیز العلیم، غافر الذنب وقابل التوب، شدید العقاب - ذی الطول، لا اله الا ھو الیه المصیر۔"

یعنی سلام علیک کے بعد معلوم ہو کہ میں تمہیں اللہ کی حمد سنا رہا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حٰمٓ۔ یہ خدائے بزرگ و برتر کی نازل کردہ کتاب ہے۔ وہ خدا گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے اس کا عذاب سخت ہے اور وہ صاحب کرم ہے۔ صرف وہی معبود ہے اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے۔

یہ خط ختم کرنے کے بعد آپ نے پیغام رساں کو حکم دیا کہ "جب تک وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے یہ خط اسے نہ دینا، پھر فرمایا کہ خط دے کر اس کے حق میں توفیق توبہ کی دعا کرتے رہنا" جب یہ خط اس شخص

کے پاس پہنچا تو وہ خط پڑھتا جاتا اور یہ کہتا رہا "میرے اللہ نے مجھے معاف کر دینے کا وعدہ کیا اور عذاب سے بچالیا بار بار یہی کہتا رہا حتیٰ کہ اشکبار ہوگیا اور گناہ سے باز آیا اور خوب توبہ کی۔ یہ خبر حضرت عمرؓ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

"ھٰکذا فاصنعوا، اذا رأیتم اخاکم قد زلّ زلّۃً فسدّدوہ ووقفوہ وادعوا لہٗ اللّٰہ ان یتوب علیہ ولا تکونوا أعوانًا للشیاطین علیہ"[59]

تم لوگ بھی ایسا ہی کیا کرو اگر دیکھو کہ تمہارے بھائی سے کوئی لغزش ہوئی ہے تو اسے رو کو سمجھاؤ اور اس کے حق میں دعا کرو کہ اللہ اسکی توبہ قبول فرمائے اور اس کے خلاف شیطان کی اعانت نہ کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ خطا کاروں سے نفرت شیطان کی اعانت ہے کہ ایسا شخص بددل اور خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اور گناہ کی دلدل میں ڈوبتا ہی چلا جاتا ہے اور یہ چیز شیطان کی رضامندی کا باعث ہے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک دفعہ اس طرح کا مریض علاج کی تکمیل اور طلب چھٹنے کے بعد اپنے خاندان میں واپس آتا ہے تو وہاں اسے وہ جگہ نہیں ملتی جس کی اس کا حسّاس ذہن خواہش رکھتا ہے چنانچہ وہ بددل ہو کر پھر اپنی اسی دنیا میں لوٹ جاتا ہے جو لحہ بہ لمحہ اسے موت سے قریب تر کرتی چلی جاتی ہے

## ۵۔ نفسیاتی طریقۂ علاج

مریض کے ساتھ شفقت اور ہمدردانہ سلوک کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی نفسیات سمجھ کر اور موقع محل دیکھ کر نصیحت کی جائے

اس نفسیاتی طریقہ علاج کی کئی ایک مثالیں سیرت طیّبہ میں جا بجا موجود ہیں۔ وعظ و نصیحت، تعلیم و تربیت میں تدبّر و حکمت اور نرم خوئی آپؐ کے طریق نصیحت کا امتیازی وصف ہے۔ آپؐ ایسے مریضوں سے نفرت کرنے کے بجائے نہ صرف دلائل سے برائی کی شناعت کو واضح کرانے بلکہ اُن کی سوئی ہوئی فطرت کو بیدار کر کے ان کی غلط خواہشات کو زائل کرتے اور طبیعت کو خیر کی طرف مائل فرماتے تھے۔

مثلاً ایک دفعہ ایک نوجوان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کی اجازت طلب کی، لیسے گھناؤنے فعل کی فرمائش اور وہ بھی نبی، معصوم سے مگر آپ کی پیشانی مبارک پر کوئی بل نہ آیا۔ دھتکار کر اور ڈانٹ ڈپٹ کر کے مجلس سے باہر نہیں نکالا بلکہ بہترین معالج کی طرح شفقت اور ہمدردی کے ساتھ اسے اپنے قریب بٹھا لیا اور مشفقانہ انداز میں فرمایا۔ نوجوان جو کچھ پوچھوں گا۔ جواب دوگے۔

عرض کیا۔ ضرور یا رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جس عمل کی فرمائش تم نے کی ہے کیا اسے اپنی بہن کے لیے پسند کروگے۔ عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ جو کام تم اپنی بہن کے لیے پسند نہیں کرتے کیا دوسروں کی بہنوں کے لیے پسند کروگے۔ پھر آپ نے سوال کیا: اچھا یہ بتاؤ کیا تمہیں اپنی بیٹی کے ساتھ یہ معاملہ گوارا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا جو بات تمہیں اپنی بیٹی کے لیے گوارا نہیں کیا وہ دوسرے کی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو کیا وہ کسی کی بہن یا بیٹی نہیں۔ اسی طرح آپؐ نے اس کی ماں، پھوپھی اور خالہ کے بارے میں یہی بات پوچھی اور اس نے ہر بار یہی جواب عرض کیا اور آپ بھی یہی ارشاد فرماتے رہے کہ ہاں کوئی شخص بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ اس طرح سرکارِ دو عالمؐ نے اس کی بری خواہش کو زائل کرنے کے لیے اپنا دستِ شفقت اس پر رکھا اور دعا فرمائی: اللھم اغفر ذنبہ، طھّر قلبہ، احصن فرجہ" (اے اللہ! اس کا گناہ معاف فرما دے اس کے قلب کو پاک فرما اور اس کے ستر کو گناہ سے محفوظ فرما دے) نوجوان پر کپکپی طاری ہوگئی اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میرے دل سے بری خواہش نکل گئی ہے۔ وہ نوجوان مجلس سے اٹھا تو اس گھناؤنے عمل سے ہمیشہ کے لیے تائب ہوگیا اور حضورؐ کی حکمت و تدبر اور شفقت و ترحم کے نتیجہ میں ہلاکت کے گڑھے سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوگیا۔ آج بھی بے راہروی کی شکار نسل اسی انداز اصلاح تربیت کی محتاج ہے اور سنت نبوی کی اتباع اور اسی طرز عمل کی تقلید سے اصلاح کا کام مؤثر ثابت ہوسکتا ہے۔

## ۶۔ جسمانی و روحانی علاج

منشیات کا عادی مریض سزا سے زیادہ اصلاح کا محتاج ہوتا ہے وہ دن بدن اپنی قوت و صلاحیت اور ذہنی و جسمانی توانائیوں کو ضائع کرتے ہوئے تباہی و بربادی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اس لیے صحت کی بحالی کے لیے وہ حد درجہ علاج کا محتاج ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ "لکلّ داءٍ دواء" (ہر بیماری کا علاج ہے) کی رو سے ہر بیماری کے علاج کی ہدایت سنت ہی سے مستفاد ہے۔ جدید میڈیکل سائنس کی رو سے ایسے مریضوں کا علاج مختلف دواؤں سے کیا جاتا ہے جو کافی حد تک مفید ثابت ہوا ہے اس لیے ایسے مریضوں کے لیے مستقل ہسپتالوں کا قیام انتہائی ضروری ہے جہاں ان کی مکمل تشخیص و علاج کو ممکن اور یقینی بنایا جائے تاہم یہ جسمانی علاج عارضی نوعیت کا ہے، اس سے وقتی شفا تو ممکن ہے مستقل نہیں اس لئے روحانی علاج کی شدید ضرورت ہے اور اس کا علاج ذہنی اور اخلاقی تربیت اور مناسب صالح ماحول کی فراہمی ہی سے ممکن

ہوسکتا ہے مسائل کے گرداب میں گھرا ہوا انسان وقتی سکون کی تلاش میں نشہ آور اشیاء کا سہارا لیتا ہے مگر حقیقی سکون ان چیزوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے لیے اہم عبادات مثلاً نماز اور ذکر وغیرہ کا اہتمام انتہائی ضروری ہے۔ ان کی پابندی برائیوں بالخصوص منشیات کے ترک میں انتہائی مؤثر ثابت ہوسکتی ہے۔ نماز کی خاصیت قرآن حکیم کی رو سے یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ "ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر"[٦١] نماز ذکر کی اعلیٰ شکل ہے۔" وذکر اسم ربہ فصلیٰ "[٦٢] اور ذکر طمانیت قلب کا اہم اور مؤثر علاج ہے۔ "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"[٦٣]

**۷۔ شرعی سزاؤں کا نفاذ**

منشیات کے استعمال تیاری اور خرید فروخت پر شرعی سزاؤں کا نفاذ انتہائی ضروری ہے (جس کی تفصیل سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے) یہ سزائیں ایسی ہونی چاہئیں جو بیک وقت مجرم کو آئندہ کے لیے اس جرم سے روک دیں اور معاشرے کے لیے بھی باعث عبرت ہوں تاکہ معاشرہ کا کوئی فرد بھی ایسے قبیح افعال کی اقدام کی جرأت نہ کرسکے۔ چنانچہ مہلک منشیات کے انسداد کے لیے سخت سزاؤں اور غیر مہلک کے لیے نسبتہً ہلکی سزاؤں کی ضرورت ہے۔ بالخصوص ہیروئن کے عادی افراد کو علاج اور سزا دونوں کی مدد سے قابو میں لایا جائے۔ جب کہ اس کی تیاری خرید و فروخت اور سمگلنگ میں ملوث افراد کسی قسم کی نرمی کے مستحق نہیں کہ وہ چند ٹکوں کی خاطر پورے معاشرے کے قتل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان پر آہنی ہاتھ ڈالا جائے اور ایسی عبرت انگیز سزا نافذ کی جائے جو واقعی باعثِ عبرت ہو اور جس کے نتیجہ میں معاشرہ ہمیشہ کے لیے اس ناسور سے پاک ہوجائے۔

اس دور میں نفاذِ قانون میں امتیاز کی بناء پر بڑے بڑے مجرموں پر ہاتھ ڈالنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اس لیے ایسا نظام وضع کیا جائے کہ کوئی بااثر سے بااثر مجرم رشوت، دباؤ یا سفارش کے ذریعہ قانون پر اثر انداز نہ ہوسکے۔ آج منشیات میں ملوث بڑے بڑے مجرموں پر ہاتھ ڈالنے سے حکومت ہچکچاتی ہے اور قانون خاموش تماشائی بنا ہوا ہے مگر اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت کے چوری کرنے پر سزا سے بچانے کے لیے آپؐ سے سفارش کی گئی تو اس موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

وایم اللہ لو انّ فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا[٦٤]

خدا کی قسم! فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالتا۔

انسانیت پیغمبر اسلام کی عطا کردہ ان تعلیمات کی صداقتوں پر آج بھی ایمان لے آئے اور ان کو دل و جان سے اپنا لے تو یقیناً اسے ہر نوع کے مسائل و مشکلات سے نجات مل جائے گی۔ اس کے دکھوں اور غموں کی اندھیری رات چھٹ جائے گی اور اس پر مسرتوں اور کامرانیوں کے نئے آفاق روشن ہوں گے۔

---

# حوالہ جات


۱ ۔ الاعراف : ۱۵۷

۲ ۔ البقرۃ : ۲۱۹ ، المائدۃ : ۹۰

۳ ۔ المائدہ : ۹۰

۴ ۔ البقرۃ : ۲۱۹

۵ ۔ راغب : "مفردات القرآن" بذیل مادہ "خمر" ۔ نیز بخاری، کتاب الاشربۃ ۔ باب ماجاء فی ان الخمر ماخامر العقل من الشراب

۶ ۔ صحیح مسلم : کتاب الاشربۃ ۔ باب بیان انّ کل مسکر خمر وان کلّ خمر حرام

۷ ۔ النساء : ۴۳

۸ ۔ النحل : ۶۷

۹ ۔ رازی : تفسیر کبیر ۔ بحوالہ "سیرت النبیؐ" از سیّد سلیمان ندوی ۔ لاہور مکتبہ مدینہ ۱۴۰۸ھ ج ۶ ص ۳۲۳

۱۰ ۔ سنن ابی داؤد ۔ کتاب الاشربۃ ۔ باب ماجاء فی السکر

۱۱ ۔ ایضاً

۱۲ ۔ ایضاً

۱۳ ۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ۔ ج ۴ ص ۲۶۲

۱۴ ۔ ابن قیم : "زاد المعاد" ۔ مصر ۔ مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۶۹ھ ج ۴ ص ۲۴۰

۱۵ ۔ ابن حجر : سبل السلام ۔ شرح بلوغ المرام ۔ بیروت ۔ دار احیاء التراث العربی ۔ ۱۳۷۹ھ ج ۴ ص ۳۵

۱۶ ۔ عبدالرحمٰن الجزیری : "الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" بیروت ۔ دار الفکر ۔ ج ۵ ص ۳۸ ۔ ۳۹

١٧ - یوسف القرضاوی: "الحلال والحرام" (ترجمہ اردو) شمس پیرزادہ۔ لاہور۔ اسلامک پبلیکیشنز ١٩٨٠ء ص ٩٦

١٨ - البقرہ : ٢١٩

١٩ - شاہ ولی اللہ "حجۃ اللہ البالغہ" کراچی نور محمد اصح المطابع ج ٢ ص ٥٢٣

٢٠ - البقرہ : ٢١٩

٢١ - سنن نسائی - باب حب الخیل - دہلی، مطبع نظامی پریس ص ٥٦٧

٢٢ - النساء : ٢٩

٢٣ - البقرہ : ١٩٥

٢٤ - صحیح بخاری: کتاب الاشربۃ - باب ما جاء فی ان الخمر ما خامر العقل من الشراب

٢٥ - ابن عابدین: رد المختار، مصر، مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی ١٣٨٦ھ ج ٣ ص ٢٣٩

٢٦ - النساء : ٤٣

٢٧ - المائدہ : ٩١

٢٨ - ایضاً

٢٩ - المائدہ : ٩٠

٣٠ - النساء : ٥

٣١ - الغاشیہ : ٧

٣٢ - بخاری: کتاب الادب - باب عقوق الوالدین من الکبائر

٣٣ - ایضاً

٣٤ - بنی اسرائیل : ٢٢، الانعام : ١٤١

٣٥ - الطبرانی فی الاوسط عن انس

٣٦ - مسلم: کتاب المساجد - باب نہی من اکل ثوماً او بصلاً

٣٧ - ایضاً

٣٨ - ایضاً - کتاب الاشربۃ - باب العصیر للخمر

٣٩ - مسلم : کتاب المساجد - باب فی ثمن الخمر والمیتۃ -
٤٠ - ایضاً
٤١ - المائدہ
٤٢ - الفقہ علی المذاہب الاربعۃ - ج ٥ ص ٣٩
٤٣ - الطبرانی فی الاوسط
٤٤ - ردالمحتار - ج ٤ ص ٤٢
٤٥ - ایضاً
٤٦ - مؤطا مالک - مع شرح زرقانی - مصر ١٣٨١ھ ج ٥ ص ١٢٤
٤٧ - الشربینی الخطیب : مغنی المحتاج - مصر ١٩٥٨ء ج ٤ ص ١٨٩
٤٨ - المقدسی : الاقناع - مصر - ص ٨٤٤
٤٩ - ابن حزم : المحلی - مصر ج ٨ ص ٨٤٤
٥٠ - شرائع الاسلام - بیروت - ج ٢ القسم الرابع ص ٢٥٢
٥١ - ابوداؤد - کتاب الاشربۃ - باب تحریم الخمر
٥٢ - صحیح بخاری : کتاب الاشربۃ - باب نزول تحریم الخمر
٥٣ - مسند احمد بن حنبل بحوالہ "الحلال والحرام" از یوسف القرضاوی ص ٩٥
٥٤ - "الحلال والحرام" (اردو ترجمہ) ص ٩٥
٥٥ - التحریم : ٦
٥٦ - النسار : ٥
٥٧ - بخاری : کتاب الحدود - باب ماکرہ من لعن شارب الخمر
٥٨ - ایضاً
٥٩ - الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج ٥ ص ٣٤
٦٠ - ہیثمی : مجمع الزوائد - بحوالہ معجم طبرانی

٦١ - العنکبوت : ٤٥
٦٢ - الاعلیٰ : ١٥
٦٣ - الرعد : ٢٨
٦٤ - صحیح بخاری : کتاب الحدود - باب کراهیة الشفاعة - فی الحدود اذا رُفِع الی السُّلطان -